معجزہ اور ارہاص میں فرق اور سیدنا عیسیٰؑ کی حیرت انگیز جسمانی نشوونما: ایک دینیاتی اور سائنسی مطالعہ

Difference between Miracle and Irha`as and the Amazing Growth of the Holy Christ: A Religious and Scientific Study

انجینئر الیاس صالح[i] ڈاکٹر خالد شاہ[ii] ڈاکٹر نوشین بی بی[iii]

Abstract

The Capacity of performing unusual tasks, conferred upon any prophet, as a proof of his claim of prophet hood, is called miracle. In other words, it is an effect or extraordinary event in the physical world that surpasses all known human or natural powers and is ascribed to a supernatural cause. Besides miracle, certain other unusual tasks are also there like Irha`as (pre-prophet hood miracle) which refers to the happening of supernatural event before prophet hood. Among the Irha`asa`atof the Christ, one is the issue of his talking in childhood. Like other post-prophet hood supernatural events (miracles) and pre-prophet hood supernatural events (Irha`asa`at), several types of doubts are raised regarding this kind of Irhas as well. For a believer, any authentic reference as a proof on this Irha`as would be sufficient, but if it is also supported with some other logical and scientific evidence, it will then become more believe able and will be a reason for the satisfaction of heart. In the article under analysis, it is tried to explain the difference between a miracle and Irha`as in the light of Islam and revealed religions and to deal with the matter of the speed of body growth of the Holy Christ through the lenses of research and science.

Keywords: miracle; Irha`as; The Christ Growth; Talking; Revealed Religions

تعارف

اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کو اپنے زمانے کے مناسبت سے معجزات[1] عطا فرمائیں ہیں چنانچہ موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں جب سحر اور جادو کا چرچا تھا تو انہیں ایسے معجزوں سے نوازا جو اس وقت کے مناسب تھے یعنی یدِ بیضاء اور عصا (لاٹھی)۔ جس کا مثل لانے سے جادوگر عاجز آ گئے۔ اسی طرح عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں علم طب کا چرچا تھا تو عیسیٰ علیہ السلام کو

i متعلم، کلیۃ الشریعۃ، جامعۃ الرشید، کراچی
ii معلم دینیات، ایلمنٹری اینڈ سیکنڈری ایجوکیشن، خیبر پختونخواہ
iii لیکچرار، ہائیر ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ، خیبر پختونخواہ

ایسے معجزات سے نوازا جس سے اطبا عاجز آ گئے مثلاً مادر زاد نابینا کو ٹھیک کرنا، مردے کو زندہ کرنا اور برص کے مریض کا علاج کرنا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَرَسُولًا إِلَى بَنِي إِسْرَائِيلَ أَنِّي قَدْ جِئْتُكُمْ بِآيَةٍ مِنْ رَبِّكُمْ أَنِّي أَخْلُقُ لَكُمْ مِنَ الطِّينِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ فَأَنْفُخُ فِيهِ فَيَكُونُ طَيْرًا بِإِذْنِ اللَّهِ وَأُبْرِئُ الْأَكْمَهَ وَالْأَبْرَصَ وَأُحْيِ الْمَوْتَى بِإِذْنِ اللَّهِ وَأُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَأْكُلُونَ وَمَا تَدَّخِرُونَ فِي بُيُوتِكُمْ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَةً لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ[2]

"اور اس کو بنی اسرائیل کی طرف پیغمبر کرے گا، بے شک میں تمہارے رب کی طرف سے تمہارے پاس نشانیاں لے کر آیا ہوں کہ میں گارے سے پرندہ کی شکل بنا دیتا ہوں پھر اس میں پھونک مارتا ہوں تو وہ اللہ کے حکم سے اڑتا جانور ہو جاتا ہے اور مادر زاد اندھے کو اور کوڑھی کو اچھا کرتا ہوں اور مردے اللہ کے حکم سے جلاتا ہوں اور تم کو بتا دیتا ہوں جو کھا کر آؤ اور جو رکھ آؤ اپنے گھر میں اس میں نشانی پوری ہے تم کو اگر تم یقین رکھتے ہو۔"

اسی طرح رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں شعر و شاعری کا چرچا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو ایسے فصیح و بلیغ کلام سے نوازا جس کا مثل لانے سے عرب عاجز آ گئے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَإِنْ كُنْتُمْ فِي رَيْبٍ مِمَّا نَزَّلْنَا عَلَى عَبْدِنَا فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِنْ مِثْلِهِ وَادْعُوا شُهَدَاءَكُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ[3]

"اور اگر تم اس کلام سے جو ہم نے اپنے بندہ پر اتارا شک میں ہو تو ایک سورت اس جیسی لے آؤ اور اس کو بلاؤ جو اللہ تعالیٰ کے سوا تمہارا مددگار ہو اگر تم سچے ہو۔"

کتابوں پر نظر دوڑانے سے بھی یہی بات معلوم ہوتی ہے جیسا کہ الانوار البھیۃ میں ہے:

كان الأنبياء عليهم الصلاة والسلام يأتون بالمعجزات الباهرة، والآيات الظاهرة، لأقوامهم الكافرة، وأممهم الفاجرة، فكان كل نبي تقع معجزته مناسبة لحال قومه، كما كان السحر فاشيا عند فرعون، فجاء موسى بالعصا على صورة ما يصنع السحرة[4]

"انبیاء کرام علیہم السلام معجزے اپنے کافر اور فاجر امتیوں کے لیے لاتے تھے اس لیے ہر نبی کا معجزہ اس کے قوم کے حالت کے مناسب ہوتا ہے۔ جیسا کہ موسیٰؑ کے زمانے میں فرعون کے ہاں جادو عام تھا موسیٰؑ نے عصا کا ایسا معجزہ پیش کیا جیسا کہ جادو گر کرتے تھے اور جادو گر اس جیسا کرنے سے عاجز آ گئے۔"

جب مقابلہ کرنے کے لیے جادو گر جمع کیے گئے تو وہ اس معجزہ کے مقابلہ سے عاجز آ گئے اور کہاں کہ موسیٰؑ کا پیش کردہ جادو نہیں بلکہ یہ معجزہ ہے اور سجدہ میں گر گئے۔ اسی کو بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

فَوَقَعَ الْحَقُّ وَبَطَلَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ فَغُلِبُوا هُنَالِكَ وَانْقَلَبُوا صَاغِرِينَ وَأُلْقِيَ السَّحَرَةُ سَاجِدِينَ[5]

"پس حق ظاہر ہو گیا اور جو کچھ انہوں نے کیا تھا غلط ہو گیا۔ پس اس جگہ ہار گئے اور ذلیل ہو کر لوٹ گئے۔ اور جادو گر سجدے میں گر پڑے۔"

عیسیٰؑ کے معجزات میں سے ایک معجزہ آپؑ کا بچپن میں بات کرنا ہے۔ جسے بنیادی طور پر ارہاص[6] کہا جاتا ہے کیونکہ جب نبی سے کوئی خرقِ عادت کام دعویٰ نبوت سے پہلے صادر ہو جائے تو اسے معجزہ نہیں کہتے بلکہ ارہاص کہا جاتا ہے نیز آپ کی جسمانی نشوونما کی رفتار بھی انتہائی تیز تھی۔

کسی مسلمان کے لیے اس ارہاص پر قوی دلیل نقلی کا پایا جانا کافی ہے تاہم اگر اس بات کو عقلی اور جدید سائنسی علوم کے ذریعے ثابت کیا جائے تو یہ اوقع فی الذہن ہو گا اور اطمینانِ قلب کا باعث بنے گا۔ زیرِ نظر آرٹیکل میں معجزہ اور ارہاص کے درمیان بنیادی فرق اور سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے جسمانی رفتار کو استقصائی اور تحقیقی مدار سے گزارنے کی کوشش کی گئی ہے۔

لفظ "معجزہ" کی لغوی تعریف

معجزہ باب افعال سے واحد مونث اسم فاعل کا صیغہ ہے جس کا معنی ہے عاجز کرنے والی۔ اس سے مصدر الاعجاز آتا ہے جس کا معنی ہے فوت ہونا، چنانچہ لسان العرب میں ہے: وَمَعْنَى الإِعْجاز الفَوْتُ[7]

قرآن مجید میں اعجاز کا لفظ عاجز کرنے کے معنیٰ میں مستعمل ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

إِنَّ مَا تُوعَدُونَ لَآتٍ وَمَا أَنْتُمْ بِمُعْجِزِينَ[8]

"اور جس چیز کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے وہ ضرور ہونے والا ہے اور تم عاجز نہیں کر سکتے۔"

دوسری جگہ پر ارشاد ہے:

وَاعْلَمُوا أَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِي اللَّهِ[9]

"اور جان لو! کہ تم عاجز کرنے والے نہیں ہو۔"

کلام عرب میں بھی یہ لفظ قدرت کے نہ ہونے کے معنی میں استعمال ہوتا ہے چنانچہ امام قرطبیؒ بیان فرماتے ہیں:

فَلفظ مَأْخُوذ من الإعجاز وَذَلِكَ أَنَّك تَقول عجز فلَان عَن كَذَا عَجزا إِذا لم يقدر عَلَيْهِ وَلم يقم بِهِ وأعجزته إعجازا إِذا جعلته يعجز وَتقول أعجزني الشَّيْء إِذا فاتك وَلم تقدر عَلَيْهِ[10]

"اعجاز کا لفظ عجز سے ماخوذ ہے اور یہ ایسا ہی ہے جیسے تو کہے عجز فلَان عَن كَذَا عَجزا جب وہ اس کام کے کرنے پر قدرت نہ رکھتا ہو۔ اور باب افعال سے بمعنی عاجز کرنے کے آتے ہیں جیسے تو کہے کہ کسی چیز نے مجھے عاجز کیا جب وہ تجھ سے فوت ہو جاتا ہے اور تو اس کے کرنے پر قادر نہ ہو۔"

درج بالا آیات مبارکہ اور امام قرطبیؒ کے قول سے واضح ہوتا ہے کہ مجرد سے یہ لازمی استعمال ہوتا ہے جب کہ باب افعال سے متعدی استعمال ہوتا ہے۔

لفظ "معجزہ" کی اصطلاحی تعریف

معجزہ ہر اس خرقِ عادت کام کو کہا جاتا ہے جو مدعی النبوہ کے ہاتھ سے صادر ہو جائے جیسا کہ شرح العقائد النسفیہ میں ہے:

المعجزة امرخارق للعادة قصدبها ظهار صدق من ادعى انه رسولالله تعالى[11]

"معجزہ اس خرقِ عادت کام کو کہا جاتا ہے جس کے ذریعے اس شخص کے سچائی کا اظہار کیا جاتا ہے جو یہ دعوہ کرے کہ وہ اللہ تعالیٰ کا رسول ہے۔"

کتاب المواقف میں ہے:

هِي بِحَسب الِاصْطِلَاح عندنَا عبارَة عَن مَا قصد بِهِ إِظْهَار صدق من ادّعى أَنه رَسُول الله[12]

"معجزہ ہمارے ہاں عبارت ہے اس کام سے جس کے ذریعے نبی کے، اللہ کے رسول ہونے والے دعوے کے سچائی کا اظہار ہوتا ہے۔"

معجزہ کے لیے شرائط

معجزہ کے لیے درج ذیل پانچ شرائط ہیں:

1. معجزہ اللہ تعالیٰ کے افعال میں سے ہوتا ہے اور دوسرے افعال کی طرح حادث ہوتا ہے قدیم نہیں ہوتا کیونکہ قدیم اللہ تعالیٰ کے صفات ہیں۔
2. وہ فعل عادت کے موافق نہ ہو یعنی خلافِ عادت کام ہو۔
3. وہ نبی اس معجزے کے معارضہ کے لیے دعوت دے اگر کوئی خرقِ عادت فعل کسی ایسے شخص سے صادر ہو جائے تو مقابلے کے لیے دعوت نہیں دیتا تو یہ معجزہ نہیں ہوگا۔
4. دعویٰ کے بعد کوئی فعل ظاہر ہو جائے، تاہم اگر دعوہ سے پہلے کوئی فعل صادر ہوا ہو اور یہ کہے کہ یہ میرا معجزہ ہے تو یہ معجزہ نہیں ہوگا۔
5. معجزہ اس شخص کے کہنے کے مطابق ہو جائے اس کا اُلٹ نہ ہو جائے۔ اگر اس کے قول کے برعکس کوئی فعل ہو جائے تو یہ معجزہ نہیں ہوگا[13]۔
6. صاحب المواقف نے ان شرائط کے علاوہ ایک اور شرط یہ بھی ذکر کی ہے کہ وہ نبوت کا دعوہ کرنے والے کے ہاتھ پر ظاہر ہوا گر ایسے شخص کے ہاتھ سے ظاہر ہو جس نے نبوت کا دعوہ نہ کیا ہو تو وہ معجزہ نہیں ہوگا[14]۔

لفظ "ارہاص" کی تعریف

ارہاص کا معنیٰ ہے بنیاد اور علم الکلام کی اصطلاح میں جو خرقِ عادت فعل نبی کی ولادت کے قریب ظاہر ہو وہ ارہاص کہلاتا ہے۔ اس قسم کے خوارق نبوت کے مبادی اور مقدمات ہوتے ہیں[15]۔ اسی سے ملتی جلتی ایک اور تعریف بھی کی جاتی ہے:

الإرهاص وهو كل خارق تقدم النبوة فهو مقدمة لها[16]

"ارہاص ہر اس خلاف عادت کام کو کہا جاتا ہے جو نبوت سے پہلے (نبی کے ہاتھ سے) ظاہر ہو اور یہ نبوت کے لیے مقدمہ ہوتا ہے۔"

جب بزرگوں اور اولیاء اللہ کے لیے کرامات ثابت ہیں تو نبی کا درجہ قبل النبوۃ بھی ولی سے زیادہ ہوتا ہے اس لیے لازمی طور پر ان کے لیے بھی خرقِ عادت افعال ہوں گے اور انہی خوارقِ عادت افعال کو ارہاص کہا جاتا ہے[17]۔

معجزہ اور ارہاص میں فرق

معجزہ اور ارہاص میں فرق یہ ہے کہ ارہاص نبوت سے پہلے خرقِ عادت افعال کو کہا جاتا ہے جب کہ معجزہ نبوت کا دعویٰ کرنے کے بعد خلافِ عادت امور کو کہا جاتا ہے جیسا کہ لوامع الانوار میں ہے:

فالمعجزة أمر خارق للعادة مقرون بدعوى النبوة، والإرهاص مقدمة لها قبلها كقصة أصحاب الفيل[18]

"معجزہ اس خرقِ عادت فعل کو کہا جاتا ہے جو دعویٰ نبوت کے ساتھ مقرون ہو اور ارہاص نبوت سے پہلے مقدمہ ہوتا ہے جیسا کہ اصحاب الفیل کا واقعہ ہے۔"

چند دیگر اصطلاحات کی وضاحت

معجزہ اور ارہاص سے ملتے جلتے چند دوسرے الفاظ بھی استعمال ہوتے ہیں۔ ذیل میں ان کا مختصراً ذکر کیا جاتا ہے۔

أ. **کرامت:** کرامت وہ امر خارق للعادۃ ہے جو دعوہ نبوت کے ساتھ مقرون نہ ہو اور نہ نبوت کے لیے مقدمہ ہو، بلکہ کسی نیک صالح انسان کے ہاتھ سے ظاہر ہو جو کسی نبی کے سنت کا پاسدار ہو صحیح عقیدے اور صحیح عمل والا ہو[19]۔

ب. **استدراج:** جب امر خارق للعادۃ دعوت نبوت کے ساتھ مقارن نہ ہو اور نہ ہی ایمان اور عمل صالح کے ساتھ مقارن ہو تو وہ استدراج ہوتا ہے[20]۔

ت. **سحر:** سحر کا لفظی معنی ہے چھپنا چونکہ اس کا ظاہری سبب بھی پوشیدہ ہوتا ہے اسی وجہ سے اسے سحر کہا جاتا ہے۔ سحر وہ جھاڑ پھونک اور تعویذ ہوتا ہے جو دلوں پر اثر کرتا ہے، جسموں کو بیمار کرتا اور مار دیتا ہے اور میاں بیوی کے درمیان جدائی پیدا کرتا ہے[21]۔

سیدنا عیسیٰؑ کے معجزات

ذیل میں سیدنا عیسیٰؑ کے چند معجزات ذکر کیے جاتے ہیں:

أ. مادر زاد نابینا کو ٹھیک کرنا اللہ تعالیٰ کے حکم سے

ب. برص جو کہ ایک لاعلاج مرض تھا اس کا اللہ تعالیٰ کے حکم سے علاج کرنا

ت. مردوں کو زندہ کرنا

ث. گارے سے پرندہ بنا کر اس میں پھونکنا اور اس سے زندہ پرندہ بن جانا

ج. گھر میں کھائی ہوئی چیز کی خبر دینا

ح. گھر میں ذخیرہ کی ہوئی چیز کی خبر دینا

درج بالا معجزات اللہ تعالیٰ نے درج ذیل آیت میں بیان کیے ہیں:

قَدْ جِئْتُكُمْ بِآيَةٍ مِنْ رَبِّكُمْ أَنِّي أَخْلُقُ لَكُمْ مِنَ الطِّينِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ فَأَنْفُخُ فِيهِ فَيَكُونُ طَيْرًا بِإِذْنِ اللَّهِ وَأُبْرِئُ الأَكْمَهَ وَالأَبْرَصَ وَأُحْيِي الْمَوْتَى بِإِذْنِ اللَّهِ وَأُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَأْكُلُونَ وَمَا تَدَّخِرُونَ فِي بُيُوتِكُمْ إِنَّ فِي ذَلِكَ لآيَةً لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ[22]

"اور اس کو بنی اسرائیل کی طرف پیغمبر کرے گا، بے شک میں تمہارے رب کی طرف سے تمہارے پاس نشانیاں لے کر آیا ہوں کہ میں گارے سے پرندہ کی شکل بنا دیتا ہوں پھر اس میں پھونک مارتا ہوں تو وہ اللہ کے حکم سے اڑتا جانور ہو جاتا ہے اور مادر زاد اندھے کو اور کوڑھی کو اچھا کرتا ہوں اور مردے اللہ کے حکم سے جلاتا ہوں اور تم کو بتا دیتا ہوں جو کھا کر آؤ اور جو رکھ آؤ اپنے گھر میں اس میں نشانی پوری ہے تم کو اگر تم یقین رکھتے ہو۔"

ان کے علاوہ بھی کئی معجزات کا ذکر آتا ہے جو عیسیٰؑ کے نبوت کی تصدیق کے طور پر انہیں عطا کی گئی تھی۔

حضرت عیسیٰؑ کے ارہاصات

پیدائش

سیدنا عیسیٰؑ کے ارہاصات میں سے یہ ہے کہ آپ کی پیدائش دوسرے عام انسانوں کی طرح نہیں تھی بلکہ باپ کے بغیر پیدا ہوئے اللہ تعالیٰ نے آپؑ کی پیدائش کو آدمؑ کی طرح گردانا چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

إِنَّ مَثَلَ عِيسَى عِنْدَ اللَّهِ كَمَثَلِ آدَمَ خَلَقَهُ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ[23]

"عیسیٰؑ کی مثال (پیدائش) آدمؑ کی ہے اللہ نے اسے مٹی سے پیدا کیا اور پھر حکم کیا ہو جا تو ہو گیا۔"

بچپن میں کلام کرنا

آپ علیہ السلام نے بچپن میں کلام کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ السلام کے اس کلام کو قرآن کریم میں کچھ یوں نقل کیا ہے:

قَالَ إِنِّي عَبْدُ اللَّهِ آتَانِيَ الْكِتَابَ وَجَعَلَنِي نَبِيًّا وَجَعَلَنِي مُبَارَكًا أَيْنَ مَا كُنْتُ وَأَوْصَانِي بِالصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ مَا دُمْتُ حَيًّا وَبَرًّا بِوَالِدَتِي وَلَمْ يَجْعَلْنِي جَبَّارًا شَقِيًّا وَالسَّلَامُ عَلَيَّ يَوْمَ وُلِدْتُ وَيَوْمَ أَمُوتُ وَيَوْمَ أُبْعَثُ حَيًّا[24]

"وہ بولا میں اللہ کا بندہ ہوں، اس نے مجھ کو کتاب دی ہے اور نبی بنایا۔ اور مجھ کو برکت والا بنایا جس جگہ میں ہوں اور مجھ کو نماز اور زکوۃ کی تاکید کی جب تک میں رہوں زندہ۔ اور اپنی ماں سے نیک سلوک کرنے والا اور مجھ کو زبردست بدبخت نہیں بنایا۔ اور مجھ پر سلام ہے جس دن میں پیدا ہوا اور جس دن مروں اور جس دن زندہ ہو کر اٹھ کھڑا ہوں۔"

آپؑ کے اس بچپن کے تکلم کو بیان کرتے ہوئے رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

قَالَ: " لَمْ يَتَكَلَّمْ فِي المَهْدِ إِلَّا ثَلاَثَةٌ: عِيسَى، وَكَانَ فِي بَنِي إِسْرَائِيلَ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ جُرَيْجٌ، كَانَ يُصَلِّي، جَاءَتْهُ أُمُّهُ فَدَعَتْهُ، فَقَالَ: أُجِيبُهَا أَوْ أُصَلِّي، فَقَالَتْ: اللَّهُمَّ لاَ تُمِتْهُ حَتَّى تُرِيَهُ وُجُوهَ المومِسَاتِ، وَكَانَ جُرَيْجٌ فِي صَوْمَعَتِهِ، فَتَعَرَّضَتْ لَهُ امْرَأَةٌ وَكَلَّمَتْهُ فَأَبَى، فَأَتَتْ رَاعِيًا فَأَمْكَنَتْهُ مِنْ نَفْسِهَا، فَوَلَدَتْ غُلاَمًا، فَقَالَتْ: مِنْ جُرَيْجٍ فَأَتَوْهُ فَكَسَرُوا صَوْمَعَتَهُ وَأَنْزَلُوهُ وَسَبُّوهُ، فَتَوَضَّأَ وَصَلَّى ثُمَّ أَتَى الغُلاَمَ، فَقَالَ: مَنْ أَبُوكَ يَا غُلاَمُ؟ قَالَ: الرَّاعِي، قَالُوا: نَبْنِي صَوْمَعَتَكَ مِنْ ذَهَبٍ؟ قَالَ: لاَ، إِلَّا مِنْ طِينٍ. وَكَانَتِ امْرَأَةٌ تُرْضِعُ ابْنًا لَهَا مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ، فَمَرَّ بِهَا رَجُلٌ رَاكِبٌ ذُو شَارَةٍ فَقَالَتْ: اللَّهُمَّ اجْعَلِ ابْنِي مِثْلَهُ، فَتَرَكَ ثَدْيَهَا وَأَقْبَلَ عَلَى الرَّاكِبِ، فَقَالَ: اللَّهُمَّ لاَ تَجْعَلْنِي مِثْلَهُ، ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَى ثَدْيِهَا

يَمَصُّهُ، - قَالَ: أَبُو هُرَيْرَةَ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمَصُّ إِصْبَعَهُ - ثُمَّ مُرَّ بِأَمَةٍ، فَقَالَتْ: اللَّهُمَّ لاَ تَجْعَلِ ابْنِي مِثْلَ هَذِهِ، فَتَرَكَ ثَدْيَهَا، فَقَالَ: اللَّهُمَّ اجْعَلْنِي مِثْلَهَا، فَقَالَتْ: لِمَ ذَاكَ؟ فَقَالَ: الرَّاكِبُ جَبَّارٌ مِنَ الجَبَابِرَةِ، وَهَذِهِ الأَمَةُ يَقُولُونَ: سَرَقْتِ، زَنَيْتِ، وَلَمْ تَفْعَلْ[25]

"رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: گود میں تین ہی بچوں نے بات کی۔ پہلے عیسیٰؑ اور دوسرے بنی اسرائیل کا آدمی جسے جریج کہا جاتا تھا۔ وہ نماز پڑھ رہے تھے کہ اس کی ماں آئی اور اسے بلایا۔ آپ نے سوچا کہ ماں کی آواز کا جواب دوں یا نماز جاری رکھوں۔ ماں نے بددعا دی: اے اللہ! اس کو اس وقت تک موت نہ دیں جب تک یہ بدکار عورتوں کا چہرہ نہ دیکھ لے۔ ایک دن جریج اپنے عبادت خانہ میں تھے۔ ایک عورت اس کے پاس آئی اور اس سے بات کرنی چاہی لیکن اس نے انکار کیا۔ وہ ایک چرواہے کے پاس گئی اور اس سے بدکاری کی۔ اس سے بچہ جنا اور کہنے لگی کہ یہ جریج سے ہے۔ تو لوگ آئے اور اسے کے عبادت خانے کو ڈھادیا اور اسے باہر نکالا اور اسے برا بھلا کہا۔ پھر اس نے وضو کیا، نماز پڑھی اور پھر لڑکے کے پاس آیا۔ اس سے پوچھا تمہارا باپ کون ہے؟ اس نے کہا: چرواہا۔ لوگوں نے کہا کہ ہم آپ کے عبادت خانے کو سونے کی بنادیں گے۔ اس نے کہا کہ نہیں صرف مٹی کی بنادیں۔ بنی اسرائیل کی ایک عورت اپنے بچے کو دودھ دے رہی تھی۔ اس کے پاس سے ایک آدمی گزرا جو کہ شان وشوکت والا تھا۔ ماں نے دعا کی: اے اللہ! میرے بیٹے کو اس جیسا بنادے۔ اس بچے نے دودھ پینا چھوڑ دیا اور سوار آدمی کی طرف متوجہ ہوا اور کہا: اے اللہ! مجھے اس جیسا نہ بنا۔ پھر دودھ پینے لگا۔ ابوہریرہؓ بیان فرماتے ہیں: گویا کہ میں ابھی بھی دیکھ رہا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ اپنی انگلی کو چوسوا رہے تھے۔ پھر ایک باندھی لائی گئی۔ اس ماں نے کہا اے اللہ! میرے بچے کو اس جیسا نہ بنا۔ اس نے دودھ پینا چھوڑ دیا اور فرمایا: اے اللہ! مجھے اس جیسا بنادیں۔ ماں کہنے لگی: اس جیسا کیوں؟ بچے نے کہا: کہ سوار آدمی ظالم تھا جب کہ اس لڑکی کو وہ لوگ مار رہے ہیں کہ تو (اس لڑکی) نے زنا کیا ہے اور چوری کی ہے لیکن اس نے ایسا نہیں کیا ہے۔"

کم سنی میں بات کرنے کا قضیہ اور سیدنا عیسیٰ علیہ السلام

بچپن میں بات کرنا خلافِ عقل نہیں ہے بلکہ یہ ممکن ہے۔ ذیل میں قرآنی تعلیمات اور جدید سائنس کی روشنی میں اس بات کو واضح کیا جاتا ہے کہ بچپن میں بات کرنا ممتنع نہیں بلکہ ممکن ہے۔

قرآنی موقف

تفاسیرِ قرآن میں دو قسم کے اقوال ہیں:

أ. عیسیٰؑ نے کلام اس وقت کیا کہ جب آپ کی عمر بلوغت کو پہنچ چکی تھی۔

ب. عیسیٰؑ نے اس بچپن کی حالت میں کلام کیا۔

عیسیٰؑ نے یہ کلام ایسے حالت میں کیا تھا کہ آپ کو بلوغ کے قریب نشوونما دیا گیا تھا اور جونہی یہ کلام کیا پھر واپس اپنی اصل کی طرف لوٹا دیئے گئے اور عام بچوں کی طرح پھر پرورش پائی چنانچہ تفسیر ابن عطیہ میں ہے:

وروي أن عيسى عليه السلام إنما تكلم في طفولته بهذه الآية ثم عاد إلى حالة الأطفال حتى مشى على عادة البشر[26]

روایت کیا جاتا ہے کہ عیسیٰؑ نے بچپن میں کلام کیا اسی معجزے کے ساتھ اور پھر اطفال کی حالت کی طرف لوٹ آئے یہاں تک کہ وہ عام انسانوں کی طرح بڑے ہوئے۔"

امام رازیؒ بیان فرماتے ہیں کہ آپ پیدائش کے وقت بالغ تھے:

لَعَلَّ اللَّهَ تَعَالَى لَمَّا انْفَصَلَ عِيسَى عَنْ أُمِّهِ صَيَّرَهُ بَالِغًا عَاقِلًا تَامَّ الْأَعْضَاءِ وَالْخِلْقَةِ وَتَحْقِيقُهُ قَوْلُهُ تَعَالَى: إِنَّ مَثَلَ عِيسى عِنْدَ اللَّهِ كَمَثَلِ آدَمَ فَكَمَا أَنَّهُ تَعَالَى خَلَقَ آدَمَ تَامًّا كَامِلًا دَفْعَةً فَكَذَا الْقَوْلُ فِي عِيسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ[27]

"شاید کہ اللہ تعالیٰ نے جب عیسیٰؑ کو اس کی ماں سے منفصل کیا تو اسے بالغ اور عاقل بنا دیا جو کہ مکمل اعضا اور مکمل خلقت والے تھے۔اس بات کی تحقیق یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ إِنَّ مَثَلَ عِيسى عِنْدَ اللَّهِ كَمَثَلِ آدَمَ تو جس طرح آدمؑ کو مکمل آدمی پیدا کیا تو اسی طرح عیسیٰؑ بھی تھے۔"

اسی طرح مفکر اسلام مولانا مفتی محمودؒ بیان فرماتے ہیں:

"سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی نشوونما بڑھ گئی اور وہ ایک دن میں ایک سال جتنا ترقی کرتے تھے[28]۔"

تفسیر بغوی میں ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کو بچپن میں انجیل دیا گیا تھا اور وہ بڑوں کی طرح اسے سمجھتے تھے چنانچہ فرماتے ہیں:

وَقَالَ الْأَكْثَرُونَ أُوتِيَ الْإِنْجِيلَ وَهُوَ صَغِيرٌ طِفْلٌ، وَكَانَ يَعْقِلُ عَقْلَ الرِّجَالِ[29]

"جمہور کا قول یہ ہے کہ عیسیٰؑ کا بچپن میں انجیل دیا گیا تھا اس حال میں کہ آپ بڑوں کی طرح سمجھتے تھے۔"

حسن بصریؒ سے روایت ہے کہ اسے والدہ کی پیٹ میں تورات کا الہام کیا گیا تھا۔ تفسیر خازن میں ہے:

أُلْهِمَ التَّوْرَاةَ وَهُوَ فِي بَطْنِ أُمِّهِ.[30]

"ان کو تورات کا الہام کیا گیا اس حال میں کہ وہ ماں کے پیٹ میں تھے۔"

خلاصہ کلام یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کی ابتدائی طور پر پرورش اور نشوونما کی رفتار کو اپنی قدرت سے تیز کیا تھا جس کی وجہ سے انہوں نے بچپن میں کلام کیا۔ گویا کہ اس ارہاص کی اصل یہ ہے کہ آپ کی پرورش تیز ہو گئی تھی اور یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت سے تیز ہوئی تھی وگرنہ عام عادت کے مطابق انسانی نشوونما اتنی تیز نہیں ہوتی اور اتنی جلدی باتیں کرنا انسان نہیں سیکھ پاتا۔

عیسیٰ علیہ السلام کو نبوت تیس سال کے عمر میں ملی تھی جیسا کہ امام رازیؒ فرماتے ہیں:

وَلَمَّا بَلَغَ ثَلَاثِينَ سَنَةً بَعَثَهُ اللَّهُ نَبِيًّا[31]

"جب آپ کی عمر تیس سال کو پہنچی تو اسے نبی بنا کر بھیجا۔"

جب کہ عام طور پر نبوت چالیس سال کے عمر میں عطا کی جاتی ہے۔ نبوت کا چالیس سال سے پہلے ملنا بھی اس بات پر دلیل ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کی نشوونما تیز ہوئی تھی جس کی وجہ سے نبوت اسی مقررہ کمالِ عقل میں ہی ملی تھی لیکن ابتدا میں جلدی نشوونما ہونے کی وجہ سے نبوت چالیس سال سے کم میں ملی۔ کلام کے وقت آپ کی عمر چالیس دن تھی جیسا کہ سیدنا عبد اللہ بن عباسؓ کا ارشاد ہے:

أتتهم به بعد أربعين يوماً حين طهرت من نفاسها[32]

"سیدنا عبداللہ بن عباسؓ مریمؑ، سیدنا عیسیٰؑ کو چالیس دن کے بعد لے کر آئی جب اس کے ایام ختم ہو گئے۔"

ان چالیس دنوں میں اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو معجزانہ طور پر یہ طاقت عطا فرمائی کہ آپؑ نے ایسا فصیح و بلیغ کلام کیا۔

بچپن میں سیدنا عیسیٰؑ کا کلام کرنا معجزہ تھا یا ارہاص

حضرت عیسیٰؑ نے جو کلام کیا تھا اس خرقِ عادت امر میں درج ذیل تین احتمالات ہو سکتے ہیں:

أ. زکریا علیہ السلام کا معجزہ

ب. مریم علیہ السلام کی کرامت

ت. عیسیٰ علیہ السلام کا ارہاص

تاہم اگر عیسیٰؑ کو نبوت بچپن میں ملی ہو جیسا کہ بعض مفسرین کا قول ہے اور دلیل کے طور پر وہ حضرات یہ بیان کرتے ہیں کہ یہاں پر آتانِيَ الْكِتابَ وَجَعَلَنِي نَبِيًّا میں ماضی کے صیغے آئے ہیں جو اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ آپؑ کو نبوت اس کلام سے پہلے ملی تھی۔ اگر یہ قول لیا جائے تو یہ بچپن میں کلام کرنا عیسیٰؑ کا معجزہ ہے لیکن اصح قول کے مطابق یہ عیسیٰؑ کا ارہاص ہے معجزہ نہیں اور آتانِيَ الْكِتابَ وَجَعَلَنِي نَبِيًّا[33] میں ماضی یا تو مضارع کے معنیٰ میں ہے یا ان کے لیے لوح محفوظ میں یہ لکھا گیا تھا جیسا کہ تفسیر بغوی میں ہے:

سَيُؤْتِينِي الْكِتَابَ وَيَجْعَلُنِي نَبِيًّا. وَقِيلَ: هَذَا إِخْبَارٌ عَمَّا كُتِبَ لَهُ فِي اللَّوْحِ الْمَحْفُوظ[34]

"مجھے عنقریب کتاب دے گا اور نبی بنائے گا اور کہا جاتا ہے کہ یہ لوح محفوظ میں لکھے گئی (تقدیر) کی خبر دینا ہے۔"

اسی طرح امام طبریؒ، عکرمہ کا قول نقل کرتے ہوئے بیان فرماتے ہیں کہ اتانی الکتاب کا معنی ہے قضى أن يؤتيني الكتاب. یعنی اللہ تعالیٰ نے فیصلہ کیا ہے کہ وہ مجھے کتاب دے گا[35]۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عیسیٰؑ کو نبوت بعد میں یعنی تیس سال کی عمر میں ملی تھی بچپن میں نہیں ملی تھی۔

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام اور جدید سائنس

اللہ تعالیٰ کے تمام افعال ممکن الوجود ہوتے ہیں۔ کوئی ایسا امر نہیں کہ وہ اس ذات کے ہاں ناممکن یا محال ہو البتہ ہمارے اعتبار سے بعض کام ممکن اور بعض ممتنع ہوتے ہیں۔ اسی طرح عیسیٰ علیہ السلام کو جس خرقِ عادت امر کے ساتھ خاص کیا تھا جس کے ذریعے اس نے اپنی والدہ کی براءت ظاہر کر دی تھی یہ معجزہ (ارہاص) اللہ تعالیٰ کی طرف سے تھا اور اللہ تعالیٰ کے لیے کوئی امر ناممکن نہیں۔ تاہم اگر ہم اس معجزہ کو جدید سائنسی علوم کی روشنی میں دیکھیں تو معلوم ہو گا کہ یہ کوئی غیر معقول فعل نہیں جس کا وجود عقلاً محال ہو بلکہ یہ ایک عقلاً ممکن امر ہے۔ واضح رہے کہ بڑے لوگوں کے لیے کلام کرنے میں نہ کوئی دقت ہوتی ہے اور نہ کوئی مشکل پیش آتا ہے اور نہ کسی بڑے آدمی کے باتوں سے کوئی حیرانگی ہوتی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان میں عام عادت کے موافق کلام کرنے کی استعداد رکھی ہوئی ہوتی ہے۔ اسی طرح اگر اللہ تعالیٰ کسی بچے میں یہ

طاقت رکھ دے اور وہ پیدائش کے ابتدائی دنوں میں کلام کرے تو اس میں کوئی خلاف عقل بات لازم نہیں آتا۔ مزید یہ کہ جو طاقتیں انسان کو کلام پر قادر بناتے ہیں اگر وہ طاقتیں پیدا کر دی جائیں تو انسان کے لیے کلام ممکن ہو جائے گا۔

میڈیکل سائنس کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ انسانی بدن کے نشوونما میں ظاہری طور پر موثر ہارمونز جب بدن میں کم ہوتے ہیں تو آج کل انہیں انجکشن کے ذریعے لگائے بھی جا سکتے ہیں جیسا کہ درج ذیل اقتباس سے ظاہر ہوتا ہے:

"Studies of healthy adults taking human growth hormones are limited. Although it appears that human growth hormones can increase muscle mass and reduce the amount of body fat in healthy older adults, the increase in muscle does not result into increased strength. It is not clear whether human growth hormones can provide other benefits to healthy adults.

For adults with a deficiency of a growth hormone, injections of human growth hormone can increase:

Increase exercise capacity

1. Increase bone density
2. Increase muscle mass
3. Decrease body fat[36]."

"صحت مند جوانوں میں نشوونما کے ہارمون دینے کا مطالعہ محدود ہے۔ بہر حال اس سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ انسانی نشوونما کے ہارمونز پٹھوں کو مضبوط کرتی ہے اور عمر رسیدہ صحت مند افراد میں چربی کے مقدار کو کم کرتی ہے۔ پٹھوں کی مضبوطی کا مطلب جسمانی طاقت میں اضافہ نہیں ہے۔ (پٹھوں میں مضبوطی جسمانی طاقت کا باعث نہیں ہے)۔ یہ واضح نہیں ہے کہ ہیومن گروتھ ہارمون صحت مند افراد میں دوسرے فوائد بھی مہیا کرتے ہیں۔ وہ افراد جن میں ہارمونز کی کمی ہوتی ہے ان کو ہیومن گروتھ ہارمونز کے انجکشن کی وجہ سے درج ذیل فوائد حاصل کیے جا سکتے ہیں:

أ. مشقت کی صلاحیت میں اضافہ کرنا

ب. ہڈیوں کے قوت میں اضافہ کرنا

ت. جسمانی چربی کو کم کرنا۔"

جب ایک انسان ایسا کر سکتا ہے کہ انسانی جسم میں ہارمون کو بڑھا کر یا انجکٹ کر کے اسے متوازن اور برابر کر دے تو اس سے یہ بات واضح ہو گئی کہ ایسا کرنا ممکن ہے ممتنع نہیں ہے۔

اسی طرح جسمانی نشوونما کے علاوہ ذہنی نشوونما بھی بعض دوسرے قسم کے ہارمونز کی مرہونِ منت ہوتی ہے چنانچہ کلوتوہارمونز، ٹیسٹوسٹرائڈ ہارمونز اور تھائی رائڈ ہارمونز کے مجموعے اور ٹیم ورک سے ذہانت میں اضافہ ہوتا ہے جیسا کہ درج ذیل اقتباسات سے ظاہر ہوتا ہے:

پہلے زمانے میں جو ہارمون جسمانی نشوونما کے لیے متصور کیے جاتے تھے ان کے بارے میں جدید رائے یہ ہے کہ یہ ذہانت کی نشوونما کے لیے ہوتے ہیں۔ذہانت کی نشوونما ان کے ذریعے ہوتی ہے۔اگر انہی ہارمون کو تیز کیا گیا یا بڑھایا گیا تو اس سے ذہانت بڑھ سکتی ہے چنانچہ یہ بات درج ذیل اقتباس سے واضح ہوتی ہے:

A hormone that has long been associated with an increased lifespan, has now been linked to increased intelligence[37].

"وہ ہارمون جس کے متعلق یہ خیال کیا جاتا تھا کہ یہ بڑھاپے کو موخر کرتا ہے وہ اب ذہانت کو تیز کرنے کے ساتھ منسلک کیا گیا ہے۔"

For a clear mind, you need normal thyroid, testosterone, and growth hormone levels[38]

"ایک صحت مند ذہن کے لیے تھائی رائیڈ، ٹیسٹوسٹیرون اور نشوونما کے ہارمون کی ایک مناسب مقدار چاہیے۔"

درج بالا اقتباسات سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ عقلاً یہ ممکن ہے کہ جسم میں بڑھوتری حاصل ہو جائے اور ذہانت میں بھی بڑھوتری ممکن ہے لہٰذا اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے عیسیٰؑ کے لیے بچپن ہی میں ان ہارمونز کے ذریعے یا کسی اور ذریعے سے نشوونما میں ایسی تیزی پیدا کر دی کہ وہ چند ہی دنوں میں بات کرنے پر قادر ہو گئے۔

اسی طرح آج کل ہم دیکھتے ہیں کہ خاص قسم کے ہارمونز مثلاً تھائی رائیڈ، ٹیسٹوسٹیران اور کلوتو وغیرہ سے ذہانت میں بڑھوتری ہوتی ہے نیز کلوننگ کی وجہ سے بھی بدن کے خلیے جلدی بڑھتے اور زیادہ ہوتے رہتے ہیں جس سے یہ بات ثابت ہو گئی کہ بدن کی ظاہری جسامت یا ذہانت انٹلی جنس کو بڑھایا جا سکتا ہے۔لہذا عیسیٰؑ کے لیے بھی معجزانہ طور پر اللہ تعالیٰ نے اس نشوونما کو بڑھا کر تیزی پیدا کر دی تھی جس کی وجہ سے وہ بچپن میں کلام پر قادر ہو گئے۔

مختصراً یہ کہ جو چیز عقلاً ممکن ہو اور خبر صحیح اس کے صحیح ہونے کو بتائے اس کو وقوع کا قائل ہونا ضروری ہے اور یہ معجزہ ایک امر ممکن ہے اور دلیل صحیح اس کے وقوع کو بتلا رہی ہے لہذا اس کے وقوع کا قائل ہونا ضروری ہے[39]۔

خلاصہ بحث

کسی بھی نبی کے لیے اس کے دعوۂ نبوت کے ثبوت کے طور پر جو اسے خلافِ عادت کام کرنے کی صلاحیت سے نوازا جاتا ہے اسے معجزہ کہا جاتا ہے۔معجزہ کسی نبی کی نبوت پر دلیل ہوتی ہے۔معجزہ کے علاوہ کئی اور خلافِ عادت امور کام بھی ہیں جیسا کہ ارہاص، کرامت، سحر اور استدراج۔کرامت کسی ولی کے ہاتھ پر خلافِ عادت امور کے ظاہر ہونے کو کہا جاتا ہے جب کہ استدراج کسی مسلمان کے درجہ بدرجہ پکڑنے اور مہلت دینے کو کہا جاتا ہے۔جب کہ سحر خلافِ عادت کام نہیں ہوتا بلکہ اس کا ظاہری سبب پوشیدہ ہوتا ہے۔یہ درحقیقت جھاڑ پھونک اور تعویذ ہوتا ہے جو دلوں پر اثر کرتا ہے، جسموں کو بیمار کرتا اور مار دیتا ہے اور میاں بیوی کے درمیان جدائی پیدا کرتا ہے۔اسی طرح ارہاص اور معجزہ دونوں کا تعلق اگرچہ نبی کے ساتھ

ہوتا ہے، تاہم دونوں ایک چیز نہیں ہے بلکہ ارہاص نبوت سے پہلے خرقِ عادت کام کو کہا جاتا ہے جب کہ معجزہ دعوہ نبوت کے بعد خرقِ عادت کام ہوتا ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام کے ارہاصات میں سے ایک ارہاص آپ کا بچپن میں بات کرنا ہے۔

دوسرے معجزات اور ارہاصات کی طرح اس ارہاص پر بھی کئی قسم کے شکوک وشبہات کیے جاتے ہیں۔ کسی مسلمان کے لیے اس ارہاص پر نقلی قوی دلیل ہونا کافی ہوتا ہے تاہم اگر اسے عقلی پیرائے سے بھی کوئی تائید مل جائے تو یہ اور بھی مفید بن جاتا ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام کا یہ ارہاص عقلاً ممکن ہے اور جو کام عقلاً ممکن ہو اور دلیلِ صحیح اس کے وقوع کو بتائے تو اس کا قائل ہونا ضروری ہے۔ اس لیے اس ارہاص کا قائل ہونا بھی عقلاً لازمی ہے[40]۔

اس ارہاص کو دو طریقوں سے ثابت کیا جاتا ہے:

أ. قرآن کریم کے تفاسیر سے استدلال کرتے ہوئے۔

ب. جدید سائنسی علوم سے استدلال کرتے ہوئے۔

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی نشوونما پیدائش کے ابتدائی دنوں میں تیز ہوئی تھی جس کی وجہ سے وہ اس قابل ہوئے کہ چند ہی دنوں میں وہ بات کر سکے یہی قول امام رازیؒ نے اپنی تفسیر میں نقل کیا ہے اور مفتی محمودؒ کا قول بھی یہ ہے۔

نبوت عقل کے کامل ہونے کی صورت میں ملتی ہے اور عقل چالیس سال میں عام طور پر کامل ہو جاتا ہے لیکن سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو نبوت تیس سال کی عمر میں ملی ہے۔ اس سے یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی نشوونما تیز ہوئی تھی اور تیس سال کی عمر میں آپ کو عقل کامل کا درجہ ملا جس کی وجہ سے آپ نبوت کے درجے پر فائز ہوئے۔

جدید سائنسی علوم کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ انسانی بدن کی نشوونما چند ہارمونز کی بنا پر ہوتی ہے۔ اگر ان ہارمونز کی مقدار کو بڑھایا جائے یا کم کیا جائے تو انسانی بدن کی بڑھوتری متاثر ہوتی ہے مثلاً کلوتوہارمونز، ٹیسٹوسٹرائڈ ہارمونز اور تھائی رائڈ ہارمون وغیرہ۔ اسی وجہ سے ہم دیکھتے ہیں کہ اگر کسی جسم کی نشوونما آہستہ ہو رہی ہو تو اسے خاص قسم کے ہارمونز کو انجکٹ کر کے اس کی بڑھوتری کو تیز کیا جا سکتا ہے۔ اس سے یہ بات ثابت ہوئی کہ انسانی بدن کے نشوونما کو بڑھانا ممکن ہے۔ کوئی ممتنع اور ناممکن امر نہیں ہے۔

نتائجِ بحث

کسی نبی کو اپنی نبوت کے ثبوت کے لیے معجزہ کا ہونا لازم ہے۔ معجزہ اس خلافِ عادت کام کو کہا جاتا ہے جو دعوہ نبوت کے بعد نبی کے ہاتھ سے ظاہر ہو جب کہ ارہاص نبی کے ہاتھ سے نبوت سے پہلے ظاہر شدہ کام کو کہا جاتا ہے۔ کرامت بھی خرقِ عادت کام ہوتا ہے تاہم یہ کسی ولی کے ہاتھ سے ظاہر ہوتا ہے جب کہ سحر ظاہر کو چھپانے کا نام ہے۔ ہر نبی کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے معجزات کے ساتھ ساتھ ارہاصات سے بھی نوازا جاتا ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام کا بچپن میں بات کرنا آپؑ کا ارہاص

ہے۔ یہ ارہاص در حقیقت آپ کے نشو ونما کے جلدی ہونے کی وجہ سے ہے۔ جدید سائنسی علوم کے مطالعہ سے بھی آپ علیہ السلام کے اس ارہاص کی تصدیق ملتی ہے کہ بچے کا بچپن میں کلام کرنا ممکن ہے۔

حواشی وحوالہ جات

1 معجزہ اس خرقِ عادت کام کو کہا جاتا ہے جس کے ذریعے اس شخص کے سچائی کا اظہار کیا جاتا ہے جو یہ دعوہ کرے کہ وہ اللہ تعالیٰ کا رسول ہے۔ (سعد الدین مسعود بن عمر التفتازانی، شرح العقائد، :58، مکتبہ البشریٰ، کراچی، 1430ھ)

2 سورۃآل عمران 3: 49

3 سورۃالبقرۃ 2: 23

4 الحنبلی، ابوالعون محمد بن احمد السفارینی، لوامع الأنوار البہیۃ 1: 178، موسسۃ الخافقین، دمشق، 1402ھ

5 سورۃالاعراف 7: 118-120

6 الإرھاص وھو کل خارق تقدم النبوۃ فھو مقدمۃ لھا" ارہاص ہر اس خلاف عادت کام کو کہا جاتا ہے جو نبوت سے پہلے (نبی کے ہاتھ سے) ظاہر ہوا اور یہ نبوت کے لیے مقدمہ ہوتا ہے۔ (لوامع الأنوار البہیۃ 2: 393)

7 الافریقی، ابوالفضل جمال الدین ابن منظور، لسان العرب 8: 3، دار صادر، بیروت، 1414ھ

8 سورۃ الانعام 6: 134

9 سورۃالتوبۃ 9: 2

10 القرطبی، ابو بکر بن فرح الانصاری شمس الدین، الاعلام بما فی دین النصاری من الفساد والاوہام واظہار محاسن الاسلام: 239، دار التراث العربی، قاہرہ (س۔ن)

11 شرح العقائد: 58

12 الایجی، عبدالرحمن بن أحمد، کتاب المواقف 3: 339، دارالجیل، لبنان، بیروت، 1417ھ

13 النیسابوری، عبدالرحمان بن مامون، المغنی: 50-51، المعہد الفرنسی، قاہرہ، 1986ء

14 کتاب المواقف 3: 393

15 مولانا محمد ادریس کاندہلوی، سیرتِ مصطفیٰ، 1: 50، کتب خانہ مظہری، کراچی (س۔ن)

16 لوامع الأنوار البہیۃ 2: 393

17 کتاب المواقف 3: 345

18 نفس مصدر

19 القنوجی، ابوطیب محمد صدیق خان، قطف الثمر فی بیان عقیدۃ أہل الأثر: 103، وزارۃ الشؤون الإسلامیۃ والأوقاف والدعوۃ والإرشاد، 1421ھ

20 لوامع الانوار 2: 393

21 سلیمان بن عبد اللہ بن محمد، تیسیر العزیز فی شرح کتاب التوحید الذی ہو حق اللہ علی العبید: 325، المکتب الاسلامی، بیروت، 1423ھ/2002ء

22 سورۃ آل عمران 3: 49
23 سورۃ آل عمران 3: 59
24 سورۃ مریم 19: 30-333
25 البخاری، ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری، حدیث (3436)، ار طوق النجاۃ بیروت، 1422ھ
26 الاندلسی، ابو محمد عبدالحق بن عطیہ، المحرر الوجیز فی تفسیر الکتاب العزیز 4: 15، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، 1422ھ
27 امام رازی، ابو عبداللہ محمد بن عمر، تفسیر مفاتیح الغیب 21: 535، دار احیاء التراث العربی، بیروت، 1420 ھ
28 مفکر اسلام مفتی محمود، تفسیر محمود 1: 399-400، جمعیت پبلیکیشنز، لاہور، 2007ء
29 تفسیر البغوی 3: 232
30 الخازن، علاء الدین علی بن محمد، تفسیر لباب التأویل فی معانی التنزیل 3: 187، دار الکتب العلمیہ، بیروت، 1415ھ
31 تفسیر مفاتیح الغیب 21: 534
32 الجوزی، ابو الفرج جمال دین عبدالرحمان، زاد المسیر فی علم التفسیر 3: 128، دار الکتاب العربی، بیروت، 1422 ھ
33 سورۃ مریم 19: 30
34 تفسیر البغوی 3: 232
35 امام طبری، ابو جعفر محمد بن یزید، جامع البیان فی تأویل القرآن 18: 190، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، 1420ھ
36 http://www.mayoclinic.org/healthy-lifestyle/healthy-aging/in-depth/growth-hormone/art-20045735
37 http://www.natureworldnews.com/articles/6987/20140509/single-hormone-tied-longevity-intelligence.htm
38 http://runels.com/intelligence.htm
39 اشرف علی تھانوی، الانتباہات المفیدہ: 16، مکتبۃ البشریٰ، کراچی، 2011ء
40 نفسِ مصدر